[redacted] (عہد حاضر اور ہم)

حقوق کا ارتقاء : اس دنیا میں طاقت ور اور کمزور دونوں طرح کے انسان آج بھی ہیں، کل بھی تھے اور آئندہ بھی رہیں گے۔ انسان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ طاقت ور اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کرے اور کم زوروں کے ساتھ محبت، ہمدردی، تعاون اور دست گیری کا رویہ اختیار کرے۔ جو طاقت ور ہے اس کی طاقت، کم زور کی کم زوری رفع کرنے اور اسے اوپر اٹھانے میں صرف ہو، اسے اس قابل بنائے کہ زندگی کی دوڑ میں وہ پیچھے نہ رہ جائے، لیکن ماضی کی شہادت اور حال کا مشاہدہ ہے کہ زیادہ تر حالات میں فطرت کا یہ مطالبہ پورا نہیں ہوا۔ طاقت ور کے ہاتھ میں بے شمار حقوق اور اختیارات جمع ہوتے چلے گئے، کم زور کو ان کا بہت تھوڑا حصہ ملا یا بالکل نہیں ملا، طاقت ور کو طاقت کے نشہ میں اپنی ذمہ داریاں یاد نہیں رہیں اور کم زور ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبتا چلا گیا، طاقت ور نے اپنے حقوق و اختیارات کا بے تحاشا استعمال کیا اور کم زور اپنی محرومی پر آنسو بہاتا رہا۔ کبھی تو اسے مضبوط اور طاقت ور ہاتھوں نے اس طرح دبایا اور کچلا کہ سسکنے، تڑپنے اور فریاد کرنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ اس طرز عمل کا ایک شاخسانہ یہ رہا کہ مختلف ادوار میں اور زمین کے مختلف خطوں میں اصحاب حقوق اور اصحاب فرائض کے مستقل طبقات وجود میں آتے چلے گئے۔ ایک طرف وہ گروہ تھا جو گرد و پیش کے تمام وسائل کا مالک و مختار تھا اور دوسری طرف وہ طبقہ تھا جو ہر چیز سے محروم تھا۔ ایک جانب آسائش و راحت عیش و عشرت کا رقص جاری تھا اور دوسری جانب زندگی اپنے وجود اور بقا کے لئے تڑپ رہی تھی، طاقت ور طبقہ کے ہاتھ میں اقتدار، حکومت، قانون، علم و فن، وسائل معیشت اور تہذیب و معاشرت سب کچھ تھا۔ اس طبقہ سے فرماں روانِ مملکت، امرأ و روسائے سلطنت، فوجی جرنیل، علوم و فنون کے ماہر، تہذیب کے معمار اور سماج کے صورت گر پیدا ہوئے اور ہر در و بام کے مالک بن بیٹھے۔ اس کے بالمقابل کمزور طبقہ ان میں سے کسی بھی چیز کا اپنے لئے تصور نہیں کر سکتا تھا۔ وہ زندہ بھی تھا تو صرف اسلئے کہ طاقت ور طبقہ کو اس کی ضرورت تھی۔ وہ بے روح مشین کی طرح اس کی قوت میں اضافہ کا سبب بن رہا تھا۔ طاقت ور ایسے بہت سے حقوق کا مالک بن بیٹھا جن کیلئے کوئی وجہ جواز فراہم نہیں کی جا سکتی۔ اور کمزور اپنے جائز حقوق سے بھی محروم تھا۔ اس کیلئے جدو جہد کیا معنی اس کا ذکر بھی اپنی زبان پر لانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ بعض اوقات اس کا سلسلہ اتنا دراز ہوتا چلا گیا کہ دونوں طبقات نے اسے

قانون فطرت سمجھ لیا۔ طاقت ور طبقہ نے سمجھایا اسے باور کرادیا گیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس کے ذاتی استحقاق کی بنا پر ہے اور بلاشرکت غیرے وہ اس کا مالک ومختار ہے اور کمزور طبقہ اپنی محرومی پر قانع وصابر ہوتا چلا گیا کہ یہی اس کی قسمت میں ازل سے لکھا گیا ہے۔ کبھی ان کے درمیان کشمکش اور تصادم بھی رہا، بغاوت بھی ہوئی، لیکن صورتحال میں بہت زیادہ تبدیلی دیکھنے میں نہیں آئی (۱)

اس دنیا میں جو انسان پیدا ہوتا ہے کچھ حقوق لیکر پیدا ہوتا ہے، لیکن دنیا نے یہ حقوق کبھی اسے دیے اور کبھی وہ ان سے محروم رہا۔ کسی کو ان حقوق کا نہ ملنا کوئی معمولی بات نہیں ہے انہی سے اس کی عظمت اور ترقی وابستہ ہے۔ یہ اسے رفعت اور بلندی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ اس سے چھن جائیں تو وہ ذلت اور پستی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہے اور اس کی ترقی کے سارے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ حقوق کیا ہیں اور کیا سب انسانوں کے یکساں حقوق ہیں یا ان کے درمیان فرق ہے؟ یہ حقوق کیسے حاصل کئے جائیں اور ان کے تحفظ کی کیا صورت ہے؟ موجودہ دور میں یہ سوال، بعض تاریخی اسباب کی بنا پر، پوری فضا میں گشت کر رہا ہے اور ہر طرف اس کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ مختلف ملکوں میں ان حقوق کی صورت حال دیکھی جاتی ہے، اس کا جائزہ اور نقد واحتساب ہوتا ہے، سماج میں ان کا شعور پیدا کرنے کی سعی کی جاتی ہے، قانون اور عدالت کے ذریعے ان کے حفاظت کے اقدامات کئے جاتے ہیں، اس کیلئے سماجی، معاشی، اور سیاسی قوت بھی استعمال میں لائی جاتی ہے۔ ان کوششوں کی اہمیت اور قدر وقیمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بعض اوقات ان کے بہتر نتائج بھی دیکھنے میں آتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ یہ سوال بھی پوری شدت کے ساتھ ابھرتا ہے کہ یہ کوششیں کس حد تک غیر جانبدار اور تعصب وتخریب سے پاک ہیں؟ عالمی سطح پر حقوق کے نگراں ان کوششوں کو حقوق کی پامالی کا بہانہ تو نہیں بنا رہے ہیں؟

اسلام میں حقوق کا تصور: حقوق انسانی کے سلسلہ میں اسلام کا تصور بہت ہی واضح اور اس کا کردار بالکل نمایاں ہے۔ اس نے فرد، جماعت اور مختلف سطح کے افراد وطبقات کے حقوق کا تعین کیا اور عملاً یہ حقوق فراہم کئے۔ جن افراد وطبقات کے حقوق ضائع ہو رہے تھے ان کی نصرت وحمایت میں کھڑا ہوا اور جو لوگ ان حقوق پر دست درازی کر رہے تھے ان پر سخت تنقید کی اور انہیں دنیا وآخرت کی وعید سنائی، معاشرہ کو ان کے ساتھ بہتر سلوک کی تعلیم وترغیب دی اور ہم دردی وغم گساری کی فضا پیدا کی قرآن مجید انسانی حقوق کی ان کوششوں کی اساس ہے اور احادیث وسیرت میں ان کی قولی وعملی تشریح موجود ہے (۲)

جہاں کہیں بھی حقوق کی بات ہوگی وہاں الہامی تعلیمات کا نور جھلکتا دکھائی دے گا۔وحی الٰہی نے ہی بنیادی حقوق کا شعور پیدا کیا۔قرآن کی پیش کردہ تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو فطری حقوق(Natural Rights)اور پیدائشی حقوق(Birth Rights) کی اصطلاحوں کے بارے میں واضح تصور موجود ہے جبکہ مغربی تصور حقوق میں کافی ابہام پایا جاتا ہے۔اسلام نے حقوق کے فطری اور پیدائشی پہلو کو واضح کیا کیونکہ ان حقوق کا عطا کرنے والا اللہ خالق و مالک ہے، وحی الٰہی ہی حدود و قیود متعین کرتی ہے۔ریاست اور شہری دونوں قرآن وسنت کے ایک ایسے ناقابل ترمیم اور ناقابل تنسیخ (Irrevocable) دستور کے تحت زندگی بسر کرنے کے پابند ہیں جس کی کوئی ایک دفعہ بھی ان کے درمیان قابل گفت وشنید(Negotiable)نہیں ہے(۳)

حقوق کی درجہ بندی: علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں ''اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں انسانی حقوق کی درجہ وار کوئی تفصیل نہیں۔انسان اور حیوان کے درمیان بھی کوئی خط فاصل نہیں۔مثلاً بدھ کی اخلاقی تعلیم میں انسان اور حیوان میں پھر انسانوں میں اہل ملک،قوم،قبیلہ کی کوئی تمیز نہیں بلکہ سرے سے رشتہ دار اور قرابت کی اس میں کوئی دفعہ نظر نہیں آتی۔اسی طرح ہندو قانون میں ایک جانور اور انسان کا قتل برابر کا درجہ رکھتا ہے اور ایک جانور بھی اپنی منفعت رسانی کے باعث ماں کا درجہ پا سکتا ہے۔یہودیت اور عیسائیت میں تمام قرابت داروں کو چھوڑ کر صرف ماں باپ کا ذکر کیا گیا اور ان کے برترانہ حق اطاعت کو تسلیم کیا گیا لیکن دوسرے قرابت داروں اور رشتہ داروں کو ان میں کوئی مرتبہ نہیں دیا گیا۔لیکن اسلام نے اس مسئلہ میں فطری تفصیل سے کام لیا ہے''(۴)

اس ترتیب میں فطری تعلق اس طرح سمو لیا گیا کہ انسان اعتدال وتوازن سے نہیں ہٹتا۔

حدیث نبویؐ میں انسان کے ذاتی حقوق کا بھی ذکر ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

ان لربک علیک حقا و لنفسک علیک حقا ولا ھلک علیک حقا فاعط کل ذی حق حقه.(۵)

ترجمہ: تیرے پروردگار کا تجھ پر حق ہے۔تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔تیرے عیال کا تجھ پر حق ہے۔سو تجھے ہر حقدار کا حق دینا چاہئے۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی: اسلامی ریاست جس طرح مسلمانوں کے معاملہ میں قرآن وسنت کے طے کردہ حقوق کے نفاذ واحترام کی پابند ہے اسی طرح وہ غیر مسلموں کے معاملہ میں بھی قرآن وسنت کی ہی قائم کردہ حدود کی پابند ہے۔گویا ذمیوں کے حقوق بھی غیر منفک(Inalienable) ہیں۔مسلمانوں کو ان میں ترمیم وتنسیخ کا کوئی

اختیار حاصل نہیں ۔ اسلامی حکومت شریعت کے مقرر کردہ حقوق میں کوئی کمی نہیں کرسکتی۔ البتہ وہ ذمیوں کو زائد حقوق دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ اسلام کے اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی ریاست میں حقوق کا تعین اور ان کے تحفظات کے اعتبار سے مسلمانوں اور ذمیوں کی پوزیشن بالکل یکساں ہے۔ دونوں کے حقوق کی ضمانت (Guarantee) قرآن وسنت نے دی ہے تحفظات ذمیوں کو بھی حاصل ہیں بلکہ تحفظ کے لحاظ سے انہیں مسلمانوں پر برتری حاصل ہے اسلامی ریاست وقت کے تقاضوں اور ضرورتوں کے پیش نظر مسلمانوں پر اضافی ٹیکس عائد کرسکتی ہے۔ ان کی املاک حاصل کرسکتی ہے۔ لیکن وہ معاہد و اہل ذمہ غیر مسلم پر شرائط معاہدہ کے بعد کوئی اضافی بوجھ نہیں ڈال سکتی۔ اسلامی حکومت اگر مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں ناکام ہو جائے اور بیرونی حملہ کی صورت میں ان کا مؤثر دفاع نہ کرسکے تو وہ مسلمانوں سے وصول کردہ ٹیکس واپس کرنے کی ذمہ دار نہ ہوگی لیکن ایسی صورت میں اسے اہل ذمہ سے لی جانے والی رقم واپس کرنا ہوگی۔ جیسا کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے جنگ یرموک کے موقع پر حمص اور دمشق وغیرہ کے ذمیوں کو اس خیال سے جزیہ کی رقم واپس کردی تھی کہ مسلمان ان کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہ کرسکیں گے۔

غیر مسلم ذمی کی تین قسمیں :اسلامی قانون ذمیوں کو ان کی حیثیت کے لحاظ سے تین اقسام میں تقسیم کرتا ہے۔

ا۔ معاہدین۔ یعنی وہ لوگ جو کسی جنگ کے بغیر یا دوران جنگ ذمی بن کر رہنے پر رضامند ہو جائیں اور صلح نامہ یا معاہدہ کے ذریعہ اسلامی حکومت کے ماتحت آجائیں۔

۲۔ مفتوحین۔ جو آخر وقت تک جنگ لڑتے رہے ہوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر مغلوب ہوئے ہوں اور ان پر اب اسلامی حکومت کا اقتدار قائم ہو چکا ہو۔

۳۔ وہ ذمی جو صلح اور جنگ دونوں کے سوا کسی اور صورت میں اسلامی ریاست کے شہری بنے ہوں مثلاً پاکستان کے غیر مسلم شہری جو تقسیم برصغیر کی بنا پر پاکستان میں شامل ہوئے۔(۶)

معاہدین کے بارے میں شریعت کا بنیادی قانون ہے کہ ان سے صرف شرائط معاہدہ کے مطابق معاملہ کیا جائے گا اور جو شرائط طے پا گئی ہیں ان کی سختی سے پابندی کی جائے گی اور تبدیلی حکومت کے باوجود یہ شرائط تبدیل نہیں ہونگی۔ ان کی حیثیت دائمی ہوگی الا یہ کہ خود اہل معاہدہ اس میں کسی ترمیم و اضافہ کی درخواست کریں اور وہ باہمی رضامندی سے طے پا جائیں۔ اسلامی ریاست کو یہ

اختیار بہر حال نہیں ہوگا کہ وہ معاہدہ میں من مانی تبدیلی کر لے۔
حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''خبردار جو شخص کسی معاہد غیر مسلم پر ظلم کرے گا اس کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بار ڈالے گا اس سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف وصول کرے گا تو اس کے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث ہوں گا'' (۷)

غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے مسلم اسکالرز کی کاوشیں

اسلام کی ان ہی تعلیمات کے سبب خود مسلمانوں نے ہمیشہ اپنی ذمہ داری محسوس کی ہے کہ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کریں اور اس حوالہ سے اسلامی لٹریچر سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلم اسکالرز حکمرانوں اور مسلم عوام کو اپنی کاوشوں کے ذریعہ غیر مسلموں کے حقوق سے آگاہ کرتے رہے ہیں جس کی مختصر فہرست بطور مثال یہ ہے

۱۔ ابن القیم شمس الدین عبداللہ محمد بن ابو بکر الجوزی، احکام اہل الذمہ۔ الطبعۃ الثالثۃ۔ بیروت: دار العلوم للملایین، ۱۹۸۳ء، ج/۲

۲۔ احمد سلیم، پاکستان اور اقلیتیں، کراچی: مکتبہ دانیال، ۲۰۰۰ء، ص/۵۱۲

۳۔ اصلاحی، امین احسن، اسلامی ریاست۔ لاہور: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، ۱۹۷۷ء، ص/۳۷۶

۴۔ ڈینٹ، ڈینیل سی، جزیہ اور اسلام یعنی اوائل اسلام میں تبدیلی مذہب اور جزیے پر سیر حاصل بحث/ ترجمہ، غلام رسول مہر۔ کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیکیشنز ۱۹۶۲، ص/ ۲۰۷

۵۔ زیدان، عبدالکریم، اسلامی حکومت حقوق وفرائض/ مترجم عبداللہ فھد فلاحی۔ دہلی ہندوستان پبلیکیشنز ۱۹۸۲، ص/ ۸۷

۶۔ سیف الرحمان، ملک، اسلام اور غیر مسلم رعایا۔ ربوہ: مکتبہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ص/۱۱۲

۷۔ شفیق یموت، اہل الذمہ فی مختلف اطوارھم وعصورھم۔ بیروت: الشرکۃ العالمیۃ للکتاب، ۱۹۹۱، ص/ ۲۸۰

۸۔ صلاح الدین، محمد بنیادی حقوق۔ لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۷۷ء، ص/ ۳۳۶

۹۔ غلام حسین، اسلامی حکومت اور اقلیتیں۔ لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ۱۹۸۳ء، ص/ ۶۸

۱۰۔ گل، سردار مسیح، قرآن وسنت کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق/ مرتبین سردار مسیح گل، ریاض طاہر، منصور گل۔ لاہور: تجلی فاؤنڈیشن، ۲۰۰۰ء، ص/ ۲۲۱

۱۱۔ مودودی، سید ابوالاعلی، اسلامی ریاست۔ لاہور اسلامک پبلیکیشنز ۱۹۶۲ء، ص/ ۲۶۰

۱۲۔ ندوی، رئیس احمد جعفری، سیاست شرعیہ۔ لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان، ۱۹۵۹ء، ص۔ ۲۴۷

مجلات میں شائع شدہ مقالات

۱۔ اسماعیل فاروقی ''حقوق غیر المسلمین فی الدولۃ الاسلامیہ'' المسلم المعاصر (بیروت) ۷: ۲۶ (۱۹۸۱ء) ۱۹، ۴۰

۲۔ اکبر آبادی، سعید احمد'' اسلامی جمہوریت میں غیر مسلموں کی اہمیت''۔ اسلام اور عصر جدید (نئی دہلی) ۲:۲ (اپریل ۱۹۷۰ء) ۲۶۔۳۵

۳۔ جالندھری، رشید احمد، ''اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق''۔ فکر ونظر (اسلام آباد) ۱۴:۵ (

نومبر ۱۹۷۶) ۲۴۰-۲۴۹
۴۔ لدھیانوی، انیس الرحمان ''اسلامی مملکت میں غیر مسلم شہری کے حقوق'' البلاغ (کراچی) ۱۳:۲ (فروری ۱۹۷۹) ۳۵:۵۰، ۱۳:۵ (اپریل ۱۹۷۹) ۱۷-۲۴
۵۔ عمری، سید جلال الدین، ''غیر مسلموں سے سماجی و معاشرتی تعلقات'' تحقیقات اسلامی (علیگڑھ) ۱۴:۳ (جولائی۔ستمبر ۱۹۹۵) ۵-۱۶
۶۔ گیلانی سید مناظر احسن، ''مسلمانوں کی حکومت میں غیر مسلم اقوام''۔ معارف (اعظم گڑھ) ۶۵:۶ (جون ۱۹۵۰) ۴۲۵-۴۲۶، ۶۶:۵ (نومبر ۱۹۵۰) ۳۳۷-۳۶۰، ۶۷:۲ (فروری ۱۹۵۱) ۱۰۰-۱۱۳
۷۔ محمد شفیع مفتی ''غیر مسلموں کے ساتھ معاملات'' البلاغ (کراچی) ۸:۴ (کراچی) (نومبر ۱۹۷۰) ۲۳-۲۹
۸۔ مسعود، فرید الدین ''اسلامی حکومت میں اقلیت'' البلاغ (کراچی) ۹:۴ (دسمبر ۱۹۷۰) ۲۰-۳۶
۹۔ مغل، دومینک، ''نفاذ شریعہ ارغیر مسلم پاکستانیوں کے خدشات'' المشیر (راولپنڈی) ۴:۴۰ (۱۹۹۸) ۱۸۹-۱۹۸
۱۰۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ ''اسلامی حکومت میں ذمیوں کے حقوق''۔ ترجمان القرآن (لاہور) ۴:۳۱ اگست ۱۹۴۸، ۲۱۱، ۲۳۵
۱۱۔ نقوی، سید علی رضا ''اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق'' فکر ونظر (اسلام آباد) ۱۲:۱۶ (جون ۱۹۷۹) ۲۲-۳۲ (۸)

English Books

1. Doi, Abdur Rahman
Non Muslims Under Shariah(Islamic law) 3rd edition, London; Ta Ha Publishers, 1983,148p
2. Fattle Antoine, Le-Statul Legal des Non,Muslims en Pays D, IslamBeyrouth: Muctaba Mushariqia 1958.394p
3. Maududi, Sayyid Abul A'la
Rights of Non Muslims in Islamic state/ Translated and edited by khurshid Ahmed.Lahore:Islamaic Publications ,1967,48p
4. Vajpeyi, Dhirendra and Yogendra K. Malik,(eds) Religious and Ethnic Minority Politics in south Asia. New Delhi:Manohar Publications,1988.203(9)

غیر مسلموں کے حقوق پر صوبائی سیرتؐ کانفرنس: انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کے زیر اہتمام ہم نے اس موضوع پر صوبائی سیرت النبیؐ کانفرنس کا انعقاد کر کے ایک قدم آگے بڑھایا اور ایک باب کا اضافہ کیا جس میں پیش کردہ تحقیقی مقالات مع اہم اضافوں کے ساتھ مجلّہ میں شائع کیے جا رہے ہیں

کانفرنس میں مسلمان محققین کے ساتھ غیر مسلم اسکالرز کو بھی بحیثیت مبصر مدعو کیا گیا تھا (دو تبصرے ہندو/عیسائی اسکالرز کے مجلّہ کے آغاز میں منسلک ہیں)

کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں پہلی نشست کے صدر جلسہ ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ صاحب اور مہمان

خصوصی پروفیسر اے کے شمس سابق ممبر قومی اسمبلی تھے مہمان اعزازی پروفیسر زرینہ پٹیل صاحبہ پرنسپل سرسید کالج تھیں۔ دوسری نشست کے صدر جلسہ پروفیسر رئیس علوی رجسٹرار جامعہ کراچی تھے اور مہمان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر سہیل احمد برکاتی صدر انجمن اساتذہ جامعہ کراچی تیسری نشست کے صدر جلسہ پروفیسر سعید احمد صدیقی سابق سینیٹر اور مہمان خصوصی حافظ م۔ا۔ قادری ناظم لیاقت آباد تھے

اسی حوالہ سے عالمی قیام امن کیلئے قومی سیرت النبی کانفرنس، کے انعقاد کا پروگرام ہے (جس پر مستقل مضمون واشتہار مجلہ میں موجود ہے) ہم سمجھتے ہیں عالمی امن سیاست داں نہیں مذہبی علماء ہی قائم کر سکتے ہیں خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو لہٰذا سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر مشترکہ اقدار و نکات کو متعین کرنا اور ان پر گامزن ہونا چاہئے۔

دنیا مذہب کی پیروکار ہے لا مذہب نہیں 1996ء کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کی بڑی آبادی سیکولر یا لا مذہب نہیں ہے بلکہ مذہبی ہے خواہ کسی بھی مذہب کے پیرو ہوں اور ہر مذہب انسانیت کی فلاح وامن کی تعلیمات کا پیامبر ہے دنیا پر جو دہشت گردی اور خونریزی کا ماحول مسلط ہے، اس کی ذمہ دار عالمی سیاسی قوتیں ہیں جن سے نجات اسی وقت ملے گی جب مذہبی قوتیں خود آگے آ کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں گی۔ ملاحظہ فرمائیں

Religious Population of the world, 1996

Religion	Total	Percent distribution	Africa	Asia[1]	Latin America	North America	Europe[2]	Oceania
Total Religious Population[3]	5,804,120	100.0%	748,130	3,513,218	490,444	298,677	727,678	28,973
Christians (total)	1,955,229	33 7%	360,874	303.127	455 819	255.542	555,614	24,253
Roman Catholics	981,465	16.9%	125,376	94 250	408,968	75 398	269,021	8,452
Protestants	404,020	7 0%	114,726	45,326	34,816	121 361	79,534	8,257
Orthodox	218,350	3.8%	25,215	13.970	460	8.390	171,665	850
Anglicans	69,136	1 2%	27,200	650	1.089	6.300	28.357	5.540
Other Christians	282,258	4.9%	68,357	148,931	10,486	48,093	7,037	1.354
Muslims[4]	1.126,325	19.4%	308,660	778,362	1.356	5,530	32,032	385
Nonreligious[5]	886,929	15.3%	3,567	752,759	18,053	21,315	90,390	2.845
Hindus[6]	793.076	13 7%	1.986	786,991	780	1,365	1,650	323
Buddhists[7]	325.275	5 6%	38	321 985	569	920	1,563	200
Atheists[8]	222 195	3 8%	440	175 450	3.010	1.850	40 845	600
Chinese folk religionists[9]	220,971	3 8%	13	220,653	68	100	120	17
New Religionists[10]	106 016	1 8%	21	103,361	919	900	803	11
Ethnic Religionists	102,945	1 8%	70 250	30,350	1.042	45	1,150	108
Sikhs	19,508	0.3%	37	18,465	9	498	494	7
Jews	13,866	0.2%	165	4,257	1.084	5,836	2,432	92
Spiritists	10,293	0.2%	5	1.120	8.834	315	18	1
Baha'is	6,404	0 1%	1.923	3 230	722	357	95	77
Confucians	5,086	0 1%	1	5.050	3	27	5	1
Jains	4,920	0 1%	59	4,835	5	5	16	1
Shintoists	2,898	—	—	2,893	1	2	1	1
Other Religionists[11]	1,952	—	90	100	190	1,072	450	50
Parsees	191	—	2	185	1	1	1	1
Mandeans	45	—	—	45	—	—	—	—

اسی تناسب کو عبدالوحید صاحب نے پرسنٹیج کی صورت میں اس طرح واضح کیا ہے(۱۱)

WORLD RELIGIOUS POPULATION
(World Almanac and Book of Facts 1990)

S.No.	Religion	Population	Percentage in Millions
1	Roman Catholics	951.843.560	18.8
2	Protestant Christians	337,480,980	6.6
3	Orthodox Christians	161,774,350	3.2
4	Anglican Christians	70,340,940	1.4
5	Other Christians	148,080,810	2.9
	Total Christians 1667 millions	=	32.9
6	Muslims	880.552.210	17.4
7	Non Religions	886,759,660	17.1
8	Hidus	663.495,450	13.1
9	Buddhists	331,836,170	6.1
10	Atheists	229.711.460	4.5
11	jews	18,000.000	0.3
12	Bahai	6,000,000	0.1
13	Tribal	95,000,000	1.8
14	Shintoists	6.000,000	0.1
15	Shamonists	12.000,000	0.2
16	Jains	6,000,000	0.1
17	Others	263.000,000	5.2
	Total	=	5,072 millions

ایک ویب سائٹ نے اس پرسنٹیج کو خوبصورت خاکہ کی شکل میں مزید واضح کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے دنیا کی صرف 16 فیصد آبادی لامذہب ہے اگر مذہب کے ذمہ داران ذمہ دارانہ رویہ اپنا لیں تو یہ طبقہ بھی مذہبی بن جائے گا ملاحظہ فرمائیں (۱۲)

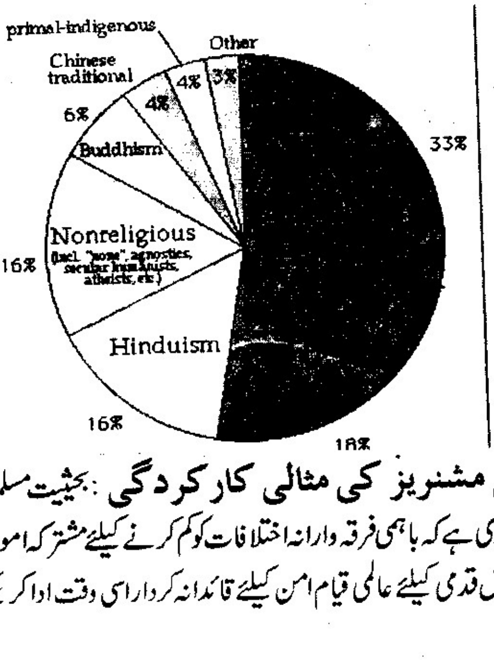

عیسائی مشنریز کی مثالی کارکردگی: بحیثیت مسلمان ہماری سب سے زیادہ ذمہ داری ہے کہ باہمی فرقہ وارانہ اختلافات کو کم کرنے کیلئے مشترکہ امور پر توجہ دیں اسلام کی سربلندی و پیش قدمی کیلئے عالمی قیام امن کیلئے قائدانہ کردار اسی وقت ادا کر سکتے ہیں جب اپنا تن

من دھن اس کیلئے وقف کردیں۔ کم ازکم اسی طرح جس طرح عیسائی مشنریز کوششیں کررہی ہیں میرے سامنے ایک پرانی رپورٹ ۱۹۹۰ تا ۱۹۹۲ ہے جو قارئین میں مطلوبہ احساسات اجاگر کرنے کیلئے پیش خدمت ہے۔

"انٹرنیشنل بلیٹن آف مشنری ریسرچ" کے ایک حالیہ شمارے میں جناب ڈیوڈ بیرٹ نے عالمی مشن کے بارے میں اعداد و شمار شائع کیے ہیں۔ ڈیوڈ بیرٹ ۱۹۵۶ء سے چرچ مشنری سوسائٹی سے وابستہ مشنری ہیں، جن کی رسم کہانت ادا ہو چکی ہے۔ وہ ۱۹۷۰ء سے اینگلیکن ریسرچ آفیسر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس وقت ساؤتھرن بیپٹسٹ فارن مشن بورڈ کے مشیر تحقیق اور عالمی تبلیغ عیسائیت کے حوالے سے ویٹیکن کے مشیر ہیں۔ ہم ذیل میں ۱۹۹۲ء کے اعداد و شمار ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء کے ساتھ متقابلاً پیش کر رہے ہیں۔ ان اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف میدانوں میں مشن کے کام کی رفتارِ ترقی کیا رہی ہے۔

	۱۹۹۰ء	۱۹۹۱ء	۱۹۹۲ء
مسیحی آبادی	۱،۷۵،۸۷،۷۷،۹۰۰	۱،۷۹،۵۹،۰۰،۰۰۰	۱،۸۳،۳۰،۲۲،۰۰۰
مسلم آبادی	۹۳،۳۸،۳۲،۲۰۰	۹۶،۱۳،۳۳،۲۸۰	۹۸،۸۰،۰۳،۰۰۰
عالمی آبادی میں مسیحی آبادی کا تناسب	٪۳۳٫۴	٪۳۳٫۳	٪۳۳٫۴
مسیحی تنظیمیں / ضمانتی ادارے	۲۱،۰۰۰	۲۱،۳۰۰	۲۱،۶۰۰
بیرون ملک مشن بھیجنے والی ایجنسیاں	۳،۹۷۰	۳،۰۵۰	۳،۱۰۰
ادارے	۹۴،۲۰۰	۹۹،۵۸۰	۹۹،۹۰۰
ارکان چرچ کی ذاتی آمدنی (امریکی ڈالر)	۸،۹۵۰ ارب	۹،۳۲۰ ارب	۹،۶۹۶ ارب
مسیحی مقاصد کے لیے انفاق	۱۵۷ ارب	۱۶۳ ارب	۱۶۹ ارب
عالمی غیر ملکی مشنوں کی آمدنی	۸۰۶ ارب	۸۰۹ ارب	۸۹۳ ارب
مسیحی استعمال میں کمپیوٹروں کی تعداد	۵ کروڑ ۳۰ لاکھ	۸ کروڑ ۳۶ لاکھ	۱۱ کروڑ ۳۱ لاکھ
تجارتی بنیادوں پر بکنے والی سالانہ نئی کتب	۲۲،۳۰۰	۲۲،۶۰۰	۲۲،۸۷۰
نئی کتابیں بشمول حقیقت معاندانہ تحریریں	۶۵،۲۰۰	۶۶،۵۰۰	۶۷،۳۳۰
مسیحی جرائد	۲۳،۸۰۰	۲۳،۹۰۰	۲۶،۰۰۰
سالانہ نئی کتابیں / تبشیری مقالات	۱۱،۰۰۰	۱۱،۵۰۰	۱۲،۰۰۰
بائبل کی سالانہ تقسیم	۵،۱۳،۱۰،۰۰۰	۵،۳۲،۹۹،۰۰۰	۵،۵۱،۲۸،۰۰۰
نئے عہد نامہ کی سالانہ تقسیم	۷،۶۸،۶۵،۰۰۰	۸،۰۱،۷۸،۰۰۰	۸،۳۳،۹۳،۰۰۰
مسیحی ریڈیو / ٹیلی ویژن اسٹیشن	۲،۱۶۰	۲،۳۳۰	۲،۵۳۰
مسیحی اسٹیشنوں کے ماہانہ سامعین اور ناظرین	۳۵،۱۸،۵۹،۳۰۰	۱،۳۳،۷۶،۵۸،۰۰۰	۱،۵۳،۵۶،۹۶،۰۰۰
جس آبادی تک پیغام عیسائیت نہیں پہنچا	۱،۲۵،۲۵،۵۷،۰۰۰	۱،۲۳،۱۱،۸۳،۰۰۰	۱،۲۰،۹۸،۰۹،۰۰۰
عالمی آبادی میں اس آبادی کا تناسب	٪۲۳٫۶	٪۲۲٫۹	٪۲۲٫۴

حال ہی میں ایک کتاب ''سبعة مائة خطة لتنصير العالم'' کے نام سے شائع ہوئی ہے اس میں مشنریوں کی سرگرمیوں پر نظر ڈالتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ عالمی عیسائی مشنری 45 ملین ڈالر سالانہ خرچ کرتی ہے اور اس کے دائرہ کار میں 41 ملین ارکان سرگرم عمل ہیں۔ 1300 بڑے بڑے مکتب اس کے زیر انتظام چل رہے ہیں اور عالمی سطح پر مختلف زبانوں میں 220 مجلّات شائع ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ہی مشنری ایک سال میں کتاب مقدس کے 4 ملین نسخے شائع کراتی ہے اور پوری دنیا میں 1900 ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن چلا رہی ہے، اور کلیسائی تنظیموں کو 3 ملین کمپیوٹروں کی خدمات حاصل ہے۔ چار ہزار ایجنسیاں قائم ہیں جن میں سرگرم مبلغین کی تعداد 262300 ہے۔ ان پر سالانہ خرچ 8 ملین ڈالر آتا ہے جس کو کلیسا برداشت کرتا ہے اور ہر سال 10,000 کتابیں اور مضامین خارجی مقاصد کے تحت شائع کئے جاتے ہیں۔

جائزوں اور اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مشنری بجٹ ۱۴۱۱ھ مطابق 1990 میں 24 ارب امریکی ڈالر تھا، اور ۱۴۱۳ھ مطابق 1992ء میں 181 ارب امریکی ڈالر ہو گیا، وقفہ صرف دو سال کا اور اضافہ 177 ارب کا ہے

ایک رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی تعداد ایک ارب سات سو اکیس ملین ہو چکی ہے۔ دنیا میں عیسائی تنظیموں کی تعداد 2458 ہے، عملی میدانوں میں سرگرم تنظیموں کی تعداد 20700 سے متجاوز ہے اور مبلغین کو رفاہی میدان میں بھیجنے والی تنظیموں کی تعداد 3880 ہے، دیگر مشنری اداروں کی تعداد 98720 سے زیادہ ہے اور مجلّوں کی تعداد 2270 تک پہنچ چکی ہے۔ ان مجلّوں کے نسخے لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں، مشنری ریڈیو اسٹیشنوں کی تعداد 1900 سے متجاوز ہے، جو سو سے زیادہ ممالک میں انہیں کی زبانوں میں اپنے پیغام نشر کرتی ہیں۔ مذکورہ اطلاع کے مطابق عیسائی مبلغین ایک سال کیلئے 151 ارب امریکی ڈالر چندہ جمع کرتے ہیں۔ (۱۴)

کچھ عرصہ قبل دنیا کے ایک سو دولت مندوں کی لسٹ شائع ہوئی تھی جس میں پہلے نمبر پر برونائی کے سربراہ کا نام تھا بلکہ پہلے دس میں سے بیشتر مسلمان تھے لیکن بحیثیت مسلمان عیسائیوں کی طرح اپنی پوزیشن کا صحیح کردار ادا نہیں کر رہے جو مذہبی علماء یا جماعتیں فعال ہیں وہ بھی ثانوی حیثیت کے ساتھ ذمہ داریوں کو ادا کر رہی ہیں ضرورت ہے مسلمان اسکالرز آگے آئیں باہم اور غیر مسلموں کے ساتھ مکالمہ کو فروغ دینے کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کیلئے لڑیں اور غیر مسلموں کو اپنے فکر و عمل کے ذریعہ ثابت کریں کہ وہ اس ملک کے معزز شہری ہیں اور انہیں بھی بحیثیت غیر مسلم مکمل تحفظ و حقوق حاصل ہیں۔

اگر ہمارے مسلمان اس پر توجہ دینا شروع کریں تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری محنت وصول ہوگئی۔ اس موقع پر غیر مسلموں کو بھی اپنے رویہ کا جائزہ لینا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ وہ جس پیغمبر کے کارٹون بنارہے ہیں وہ نبی ان کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے؟

عالمی قوتوں کی بے وفائی وفاداروں کے لئے لمحہ فکریہ

استعمار پسندوں کا طریقہ واردات ہمیشہ یکساں رہا ہے کردار وہی رہتا ہے صرف چہرے تبدیل ہوتے رہتے ہیں قرآن نے فرعون کا ذکر کیا ہے جس نے حضرت موسیٰؑ کے خلاف انہی کی قوم کے ایک دولت مند کو اپنا ایجنٹ بنا کر قوم موسیٰ کو موسیٰؑ سے برگشتہ کرتا تھا ایسا کرتے ہوئے کبھی اپنی سیادت کا حوالہ دیتا کبھی اپنی دولت کی دھونس جماتا تھا اپنی قوم کے ذبح ہونے والے بچوں کا اسے کوئی دکھ نہیں تھا اپنی قوم کی عزت وقار اور کسمپرسی کا فرعون سے سودا کر چکا تھا اپنا ضمیر بیچ کر وقت کے فرعون کی نگاہ میں ہیرو بننا چاہتا تھا یاد رکھئے جو اپنی قوم کا نہ ہو وہ دوسروں کا بھی نہیں ہوتا اس نکتہ کو ماضی کے چنگیز خان نے خوب سمجھا تھا۔

وہ جس علاقہ پر حملہ آور ہوتا پہلے اسی قوم کے غداروں کو مال و دولت، عہدوں کی لالچ دیکر راز معلوم کرتا جنگ میں مدد حاصل کرتا اور اور اس علاقہ کو فتح کر لیتا تو دہشت قائم کرنے کیلئے سر برآوردہ لوگوں کا قتل عام کرتا عوام پر خوف مسلط کرنے کیلئے مقتولین کے سروں کے مینار بناتا اور اس مینار کے سب سے اوپر اپنے ایجنٹوں کے سر کٹوا کر رکھتا اور کہتا کہ ''جو اپنی قوم کا وفادار نہیں وہ میرا وفادار کیسے ہوسکتا ہے'' یہی آج کے چنگیزوں کی فطرت ہے برٹش امپائر کا زمانہ ایسے نوابوں اور جاگیرداروں سے بھرا ہوا ہے وہ ایک قوت سے معاہدہ کرکے اس کے ذریعہ دوسری قوت، نواب، حکمرانوں کو کمزور کرتے پھر دوسرے کے ساتھ پہلے کو بھی ہضم کر جاتے معاہدہ ہوتا ہی توڑنے اور فتح کرنے کیلئے تھا بالآخر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں اور سکھوں کو بھی اپنا غلام بنالیا اور اس غلامی سے آزادی اسی وقت نصیب ہوئی جب سب نے مل کر مشترکہ جدوجہد کی قرآن نے جن واقعات کو بیان کیا ہے ان کے کردار ہمیشہ مختلف افراد کی شکلوں میں قیامت تک آتے رہیں گے آج کے فرعون، چنگیز خان، برٹش ایمپائر کو سمجھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے بلوچستانی عوام کو دکھ ہے کہ ان کے ایک شہری کو امریکہ نے پاکستان کی سرزمین سے اغوا کیا اپنے ملک میں لے گیا پھر اسے سزائے موت دی لیکن ہم یہ بھول گئے کہ وہ وہاں کیسے پہنچا اس سے قبل امریکہ کیلئے کیا خدمات انجام دیں اور خدمت گاروں کا یہ انجام چنگیزی فطرت کا خاصہ ہے جنرل ضیاء کو روس کے

خلاف استعمال کیا مقاصد کی تکمیل کے بعد اپنے سرکاری عہدہ دار وعینی شاہد کے ہمراہ قتل کرا دیا افغان مجاہدین کو اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے پیٹھ ٹھونکی اور جب مقصد حاصل ہوگیا تو انہی کو دہشت گرد، انتہا پسند، قرار دیکر ان کا قتل عام کیا اور آج بھی جاری ہے۔

صدام حسین جو کل ان کی نگاہ میں ہیرو تھا اسے ایران وکویت کے خلاف استعمال کیا خود اسی کے ہاتھوں عراقی وایرانی مسلمانوں کا قتل عام کروایا اب انہی عراقیوں کے ہاتھوں اسے خود ساختہ عدالتی ڈرامہ کے ذریعہ قتل کرا دیا، یہ اور بات ہے جس شان سے وہ مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہے گی آج پاکستان میں مسلمانوں کے ہاتھوں بے گناہ مسلمان پر جبر وتشدد کرایا جا رہا ہے ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے اور اف کرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی ہے نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے

مارتے وہ ہیں کہلواتے ہمارے لوگوں سے ہیں کہو ہم نے مارا ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

"عبرت حاصل کرو اے عقل مندوں"

اس صورت حال کا دوسرا پہلو بھی قابل غور ہے کہ جب ملک میں ناموس رسالت کی بات ہوتی ہے یا کسی بھی اسلامی حکم کے نفاذ کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو ملک میں موجود غیر مسلموں کو مسلمانوں کے خلاف صف آراء کر دیا جاتا ہے کہیں یہ کام مذہب کے نام پر ہوتا ہے اور کہیں N.GOS کے نام پر اور کبھی اقلیتوں کے حقوق کے نام پر غیر مسلم پاکستانیوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ انہیں اسی ملک میں رہنا ہے مسلم تاریخ گواہ ہے مسلمانوں نے ہمیشہ غیر مسلموں کو مساوی حقوق فراہم کئے ہیں (مجلہ میں موجود ترکوں پر مقالہ ملاحظہ کریں) لہٰذا انہیں بیرونی قوتوں کے ہاتھ استعمال ہونے کے بجائے مسلم اسکالرز اور علماء سے مکالمہ کرنا چاہئے اور اپنے تحفظات سے آگاہ کر کے اس تعاون کو ہر سطح پر فروغ دینا چاہئے تا کہ باہمی اعتماد کو فروغ حاصل ہو اور بدگمانیوں کے بادل چھٹ جائیں۔

محققین و قارئین مجلہ کے لئے خوشخبری

مجلہ علوم اسلامیہ حکومت پاکستان کی وزارت اطلاعات سے منظور شدہ ورجسٹرڈ ہے یہ مجلہ امریکہ کے انٹرنیشنل ادارہ الرش پیروڈیکل ڈائریکٹری (Ul-rich's periodicals Directory) میں درج کر لیا گیا ہے اور 2007ء کے سپلیمنٹ ڈائریکٹری میں شائع ہو چکا ہے

اس کے علاوہ فرانس کے انٹرنیشنل سینٹر (International Centre) نے بھی بحیثیت "تحقیقی مجلہ" خصوصی نمبر ISSN1994.2397 الاٹ کر دیا ہے۔ قارئین مجلہ کا ویب سائٹ پر بھی مطالعہ کر سکتے ہیں۔

آپ سے درخواست ہے اشتہار عنایت کر کے خریدار بن کر یا دوسروں کو خریدار بنوا کر اس نیک کام

میں ہماری اعانت کیجئے

اللہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
چیف ایڈیٹر و پرنسپل قائدملت گورنمنٹ ڈگری کالج

حوالہ جات

(۱) عمری، سید جلال الدین ۔ اسلام انسانی حقوق کا پاسبان اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی ۲۰۰۵ء،ص/۱۲

(۲) ایضاً ص/ ۷

(۳) خالد علوی، ڈاکٹر اسلام اور بنیادی انسانی حقوق دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۲۰۰۶ء،ص/۱۴

(۴) ندوی، علامہ سید سلیمان/شبلی نعمانی سیرت النبیؐ مطبوعہ لاہور، ج/ ۶،ص/ ۲۱۰

(۵) بخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم

(۶) صلاح الدین، محمد بنیادی حقوق، ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۷۸ء،ص/ ۳۱۹

(۷) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد

(۸) شیر نوروز خان اسلام میں انسانی حقوق فکرونظر (اسلام آباد) ۳۹۔۳ (مارچ ۲۰۰۶ء) ص/۱۰۲۔۱۰۵

(۹) ایضاً ص/۱۱۳

(۱۰) Birtannica Book of the year.1997 Encyclopaedia birtanica,Inc.

(۱۱) Abdul Waheed khan Christianity D.H.A Karachi p60 1999

(۱۲) www.adherents.com world religions and 101 cults and sects.p.1

(۱۳) سہ ماہی عالم اسلام اور عیسائیت، اگست ۱۹۹۲ء ص/ ۱۸

(۱۴) محمد فوزان، مشنری سرگرمیوں کا مختصر جائزہ (نوشہرہ)۔۱۱ (مئی ۲۰۰۷) ص/ ۴۸